مولانا زاہد الراشدی

تہذیب وثقافت کی جنگ؟

امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے یہ کہہ کر ایک بار پھر امریکی اتحاد کی حالیہ جنگ کے اصل مقصد کو واضح کر دیا ہے ''جب تک تہذیب مکمل طور پر محفوظ نہیں ہو جاتی، دہشت گردی کے خلاف جنگ جاری رہے گی۔'' اس سے قبل جنگ کے آغاز میں امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے اس جنگ کے لئے ''صلیبی جنگ'' کی اصطلاح استعمال کی تھی اور اس کے بعد ایک موقع پر کہا تھا کہ ہم تہذیب کے تحفظ کے لئے لڑ رہے ہیں، جبکہ اٹلی کے وزیر اعظم نے مغربی تہذیب کی برتری کا نعرہ لگاتے ہوئے کہا تھا کہ اس تہذیب کی حفاظت کی جائے اور برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے اپنے مضمون میں جو جنگ لندن میں 13 اکتوبر 2001ء کو شائع ہوا تھا، طالبان حکومت کو چارج شیٹ کرتے ہوئے صاف طور پر کہا تھا:

''وہ ایک دقیانوسی اور غیر روادار نظام پوری مسلمان دنیا کو برآمد کرنا چاہتے ہیں'' جبکہ دوسری طرف جس دہشت گردی کے خلاف مغرب نے جنگ شروع کی ہے، اس کی کوئی تعریف متعین نہیں ہے اور عالمی رائے عامہ کے بہت سے لیڈر بار بار مطالبہ کر رہے ہیں کہ دہشت گردی کی واضح تعریف متعین کی جائے اور اس کی حدود واضح کی جائیں تاکہ آزادی کی تحریکات اور جبر و تشدد کے خلاف دفاع کے لئے ہتھیار اٹھانے والے مظلوموں کو دہشت گردی کے الزام سے الگ کیا جا سکے، مگر نہ اقوام متحدہ اور نہ ہی حملہ آور اقوام اس طرف توجہ دینے کے لئے تیار ہیں اور دہشت گردی کا کوئی متعین مفہوم طے کئے بغیر دہشت گردی کے خلاف انہوں نے جنگ کا بگل بجا دیا ہے، جس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ انہیں دہشت گردی یا اسکے خاتمہ سے کوئی دلچسپی نہیں اور وہ صرف دہشت گردی کے الزام کا بے نام وارنٹ اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہیں تاکہ جس کا نام وہ چاہیں اس پر لکھ کر اس کے خلاف کارروائی کر سکیں۔

چند سال پیچھے ہٹ کر واقعات کے تسلسل کو اس کے اصل تناظر میں دیکھیں تو بات اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ جب افغانستان میں روسی جارحیت کے خلاف جہاد آزادی جاری تھا اور ابھی روسی فوج نے افغانستان سے نکلنے کا فیصلہ نہیں کیا تھا، البتہ یہ بات واضح ہوتی جا رہی تھی کہ افغان مجاہدین کا راستہ روکنا اب زیادہ دیر تک ممکن نہیں ہوگا اور روسی افواج کو بالآخر افغانستان سے نکلنا ہوگا، اس وقت امریکہ ایک سابق صدر جناب نکسن تمام تر اختلافات اور محاذ آرائی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے روس پہنچ گئے تھے اور انہوں نے روسی دانشوروں کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ ہماری جنگ کے نتیجے میں اسلامی دنیا میں جو دینی بیداری ابھر رہی ہے اور جہادی تحریکات جس طرح منظم ہو رہی ہیں، وہ ہم دونوں کے لئے مشترکہ خطرہ ہیں، اس لئے ہمیں باہمی محاذ آرائی ترک کر کے اس مشترکہ دشمن سے نبرد آزما ہونے کی تیاری کرنی چاہیے۔

سابق امریکی صدر نکسن کے اس دورہ روس کے بعد امریکہ اور روس میں گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تھا اور افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی کے بعد افغانستان میں حکومت کے معاملات کو جان بوجھ کر مبہم چھوڑ دیا گیا تھا اور پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم اور وزیر اعظم جناب محمد خان جونیجو مرحوم کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات کا پس منظر بھی یہی تھا۔ صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم روسی فوجوں کی واپسی سے قبل کابل حکومت کا معاملہ طے کرنا چاہتے تھے تاکہ مجاہدین روسی فوجوں کے جانے کے بعد افغانستان کی حکومت سنبھال سکیں، جبکہ جونیجو مرحوم کابل کی حکومت کا معاملہ طے کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے اور روسی افواج کی واپسی کے معاہدے پر جلد از جلد دستخط کر دینا چاہتے تھے۔

روسی افواج کی واپسی کے بعد کابل کی حکومت کا معاملہ مبہم چھوڑ دینے کی بات اتفاقی نہیں بلکہ امریکہ اور روس دونوں کی طے شدہ تھی، جس کا مقصد یہ تھا کہ روس کی واپسی کے بعد مختلف افغان گروپوں میں اقتدار کے لئے کشمکش کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اسے باہر سے ایندھن فراہم کیا جاتا رہے اور مجاہدین کی وہ اسلامی نظریاتی ریاست، جسے امریکہ اور روس دونوں اپنے لئے مشترکہ خطرہ سمجھ رہے تھے۔، وجود میں نہیں آسکے گی۔ آج مغربی لیڈر بار بار کہتے ہیں کہ انہوں نے افغانستان کو روس کے خلاف جنگ کے بعد اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا اور اب وہ ایسا نہیں کریں گے، یہ محض سرسری سی بات نہیں، بلکہ طے شدہ منصوبے کا حصہ تھی، جس کا مقصد واضح تھا کہ جہادِ افغانستان میں حصہ لینے والے مختلف گروپ کابل کی حکومت کیلئے ایک دوسرے کے خلاف مستقل طور پر صف آراء ہیں اور جب وہ تھک ہار کر باہر سے تعاون اور امداد کیلئے رجوع کریں تو وہاں امریکہ اور روس باہمی مشورہ سے کوئی ایسی حکومت بنوا دیں جو ان کے عالمی نظام میں شریک ہو اور افغانستان میں ایک نظریاتی اسلامی ریاست کے قیام کا ذریعہ نہ بن سکے۔

مگر مجاہدین کے مختلف گروپوں میں طویل خانہ جنگی کے ردعمل میں سامنے آنے والے طالبان نے افغانستان کے ایک بڑے حصے کو خانہ جنگی سے نجات دلا کر اور ایک نظریاتی اسلامی حکومت قائم کر کے اس منصوبے میں رخنہ ڈال دیا۔ انہوں نے نہ صرف امن وامان کی صورت حال کو تسلی بخش بنایا بلکہ افغان معاشرے کو ہتھیاروں سے پاک کرنے اور ہیروئن کے کاروبار کو مکمل طور پر بند کرنے کا محیر العقول کارنامہ بھی سرانجام دے ڈالا۔ اگر وہ اپنے اس عمل کے ساتھ اسلام کا نام نہ لیتے اور قرآن وسنت کے احکام وقوانین کے نفاذ کی بات نہ کرتے تو آج وہ دنیا میں ایک ''آئیڈیل حکومت'' اور ہیرو کے طور پر متعارف ہوتے اور انہیں پوری دنیا میں سرآنکھوں پر بٹھایا جاتا، مگر ان کا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے صاف طور پر اعلان کیا کہ وہ سب کچھ اسلام کے لئے کر رہے ہیں اور اسلامی احکام کے تحت کر رہے ہیں، اس لئے انہیں مغرب کے نظام، فلسفہ اور تہذیب کیلئے خطرہ سمجھ لیا گیا اور ایسا سمجھنے والوں نے کوئی غلطی نہیں کی کیونکہ......1 خانہ جنگی سے نجات، 2۔ اسلامی قوانین کے ذریعے معاشرتی جرائم پر کنٹرول، 3۔ لاء اینڈ آرڈر کی مثالی صورت حال، 4۔ منشیات کا مکمل خاتمہ اور

،5۔اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلانے کے مصداق بیرونی قرضوں سے بے نیازی اختیار کر کے سادگی اور قناعت کے ساتھ نظام حکومت چلانے کی جو روش انہوں نے کامیابی کے ساتھ اپنائی تھی، اگر انہیں اس پر آٹھ دس سال تک چلنے کا موقع مل جاتا تو دنیا کے سامنے فی الواقع ایک ایسی ریاست اور معاشرے کا نقشہ عملی طور پر آ جاتا۔ جس کے سامنے مغربی فلسفہ و نظام اور تہذیب وثقافت کا چراغ زیادہ دیر نہ جل سکتا اور کم از کم عالم اسلام کے متعدد ممالک میں اس طرز کے نظام حکومت اور فلسفہ حیات کی علمبردار دینی قوتوں کو تقویت حاصل ہوتی اور اسلامی نظام کی طرف مسلم ممالک کی واپسی کی راہ کھل جاتی۔

اس کے علاوہ تاریخ کے ریکارڈ پر ایک اور شہادت بھی موجود ہے کہ جب سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد نیٹو کے اس وقت کے سیکرٹری جنرل سے پوچھا گیا کہ نیٹو کا قیام ہی سوویت یونین کے خلاف عمل میں لایا گیا تھا تو اب یونین کے عالمی منظر سے ہٹ جانے کے بعد نیٹو کو باقی رکھنے کا کیا جواز رہ گیا ہے؟ تو انہوں نے بے ساختہ کہہ دیا کہ ''ابھی اسلام باقی ہے۔'' اس لئے یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر مغربی لیڈروں نے جس نئی جنگ بلکہ عالمی دہشت گردی کا آغاز کیا ہے۔ وہ دراصل عالم اسلام میں دینی بیداری کی ابھرتی ہوئی لہر کو دبانے اور مسلم ممالک پر استعماری قوتوں کے غاصبانہ تسلط کے خلاف منظم ہونے والی مسلح جہادِ تحریکات کو کچلنے کے لئے ہے تاکہ دنیا میں کوئی ایسی نظریاتی اسلامی ریاست قائم نہ ہونے پائے جو اس وقت دنیا میں موجود استحصالی نظام مغرب کے مادر پدر آزاد ثقافت و کلچر اور لادینی فلسفہ کے لئے خطرہ بن سکے اور اس جنگ میں مسلم ممالک کے وہ تمام حکمران گروہ اور طبقات جو مغرب کے ساتھ شریک اور اس کے فطری حلیف ہیں جو مغرب کے پروردہ ہیں اور مغرب کی نمائندگی کرتے ہوئے عالم اسلام کی سیاست و معیشت اور فکر و دانش کو مغرب کے ہاتھوں گروی رکھ کر اپنے اقتدار اور عیاشیوں کو طول دینے کی کوشش کر رہے ہیں، مگر اس سب کچھ سے قطع نظر مغربی لیڈروں بالخصوص جارج ڈبلیو بش، ٹونی بلیئر اور کولن پاول سے یہ عرض کرنے کو جی چاہتا ہے کہ جناب! تہذیب وثقافت کی جنگ ہتھیاروں سے نہیں بلکہ اخلاقی اقدار کے سہارے لڑی جاتی ہے اور جن تہذیبوں کی اخلاقی اقدار و روایات بے حوصلہ ہو جائیں۔، ہتھیاروں کی جھنکار ان کو کبھی سہارا نہیں دیا کرتی۔ کیا یہ مغربی لیڈر تاریخ کے اس نوشتہ پر نظر ڈالنے کی زحمت بھی گوارا کریں گے؟

دورِ جدید کی اعلیٰ فینسی ورائٹی کا مشہور مرکز

عمر فاروق ہارڈ وئیر پینٹس اینڈ مل سٹور

عمارتی و صنعتی سامان، ہارڈ وئیر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل، گورنمنٹ کے منظور شدہ کنڈے، باٹ و پیمانہ جات

صدر بازار ڈیرہ غازی خان فون 462483-0641